26

دین کے تین اہم اصول

تالیف

محمد بن عبد الوہاب

طباعت واشاعت

وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد

مملکت سعودی عرب

وزارتِ اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد کی شائع کردہ

دین کے تین اہم اصول

تألیف
محمد بن عبد الوہاب

وزارت کے شعبۂ مطبوعات ونشر کی زیرِ نگرانی طبع شدہ
۱۴۲۳ھ

ح وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، ١٤٢٣هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
محمد بن عبدالوهاب بن سليمان
الأصول الثلاثة - الرياض.
٥٢ ص، ١٢×١٧ سم
ردمك ٩ - ٠٨٥ - ٢٩ - ٩٩٦٠
النص باللغة الأردية
١ - العقيدة الإسلامية ٢ـ التوحيد ٣ـ الصلاة
أ ـ العنوان
ديوي ٢٤٠ ١٦/٢٧٢٣

رقم الإيداع: ١٦/٢٧٢٣
ردمك ٩ - ٠٨٥ - ٢٩ - ٩٩٦٠

الطبعة العاشرة
١٤٢٣هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین کے تین اہم اصول

تمہید

قارئینِ کرام:

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے' یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔

پہلا مسئلہ: حصولِ علم

یعنی اللہ تعالیٰ' اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین اسلام کی معرفت دلائل کے ساتھ حاصل کرنا۔

دوسرا مسئلہ : عمل

حاصل کردہ علم پر عمل پیرا ہونا.

تیسرا مسئلہ : دعوت

اس (دین اسلام) کی طرف دعوت دینا.

چوتھا مسئلہ : صبر واستقامت

دعوت دین میں پیش آمدہ مشکلات و مصائب پر صبر و استقامت اختیار کرنا ، اور ان مسائل کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد گرامی ہے :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ وَالْعَصْرِ . إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ . إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ (سورة العصر).

زمانے کی قسم، انسان درحقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور

ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا اس سورہ عصر کے بارے میں ارشاد ہے:

«لَو ما أنزَلَ الله حُجَّةً على خَلقه إلا هَذِه السُّورَةَ لَكَفَتهُم» .

اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطور حجت صرف اسی ایک سورہ کو نازل فرماتے تو یہ ان کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی۔

اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے:

بَابُ العلم قَبلَ القَول والعمل لقَولِ الله تعالى:

قول و عمل سے قبل حصول علم کا بیان، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾ (محمد : ۱۹).

جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی

خطا کی معافی مانگتے رہئے.

فَبَدَأ بِالعِلمِ .

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول و عمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے.

قارئین کرام :

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔

پہلا مسئلہ :

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں مہمل نہیں چھوڑا بلکہ ہماری طرف اپنا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ، جس نے ان کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگیا اور جس نے ان کے احکام سے سرتابی و سرکشی کی وہ جہنمی ہوگیا اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے :

﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولاً

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلاً﴾ (المزمل: ۱۵- ۱۶).

تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا.

دوسرا مسئلہ:

اللہ تعالی کو یہ بات قطعاً ناگوار ہے کہ اس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کیا جائے، نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالی کی طرف سے کسی آنے والے نبی کو اور اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو.

تیسرا مسئلہ:

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کی اور اللہ تعالی کی وحدانیت و یکتائی کو بھی تسلیم کیا

اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ و رسم اور رشتہ و ناطہ رکھے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار سے کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو.

اس بات کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے :

﴿لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُوْلَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلہ : ۲۲).

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان ، یہ وہ لوگ

ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (کے قلوب) کو اپنے فیض سے قوت بخشی ہے ، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے'وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں ، خبردار رہو، اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں .

قارئین کرام:

اللہ تعالی اپنی اطاعت و فرماں برداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے ، یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ حنیفیت و ملت ابراہیمی یہ ہے کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں ، اسی کام کا اللہ تعالی نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے اور اسی غرض کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے ، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاريات : ٥٦).

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے

پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔
یعبدون کے معنی یہ ہیں :
"میری وحدانیت و یکتائی کو دل و جان سے قبول کرو"
اللہ تعالی نے جن امور کا حکم دیا ہے ان میں سب سے ارفع و اعلیٰ چیز "توحید" ہے، جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لئے بجا لانے کا دوسرا نام ہے، اور جن امور سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے، ان میں سب سے بڑا شرک ہے جو غیر اللہ کو اپنی نداء و دعاء میں اس کے ساتھ شامل کر لینے کا دوسرا نام ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے :
﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾ (النساء : ٣٦)
اور تم سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

دین کے تین اہم اصول

اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب و ضروری ہے؟ تو کہہ دیجئے:

۱۔ بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔
۲۔ اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔
۳۔ اپنے نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معرفت حاصل کرنا۔

پہلا اصول

اللہ تعالیٰ کی معرفت:

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اللہ ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے میری اور تمام جہانوں کی پرورش کی، وہی میرا معبود ہے

اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں اور اس کی ربوبیت و پروردگاری کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (الفاتحہ :۱)۔

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے اور پالنے والا ہے۔

اللہ تعالی کی ذات بابرکات کے سوا ہر چیز عالم (جہان) ہے اور میں اس عالم کا ایک فرد ہوں۔

اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا ہےتو کہہ دیجیے کہ اس کی آیات (نشانیوں) اور مخلوقات کے ذریعے سے پہچانا اور اس کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند کا وجود ہے اور اس کی مخلوقات میں سے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جو کچھ ان سب کے اندر اور ان کے مابین ہے۔

اللہ تعالی کی نشانیوں کی دلیل، اس کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (فصلت : ۳۷).

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو.

اور اس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (الاعراف : ۵۴).

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر اپنے عرش بریں پر مستوی ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں، خبردار رہو اسی کا خلق ہے

اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

اور رب کائنات ہی لائق عبادت اور معبود برحق ہے، اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ **(البقرہ: ۲۱ - ۲۲)**۔

لوگو، بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں، ان سب کا خالق ہے، عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ، وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کی چھت بنائی اور اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا، بس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراؤ۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر بیان

کرتے ہوئے لکھا ہے :

الخالق لهذه الأشياء هو المستحق للعبادة (تفسیر ابن کثیر : ۱ : ۵۷، طبع مصر)

ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔

اقسام عبادت :

اللہ تعالیٰ نے جن انواع و اقسام کی عبادت کو بجا لانے کا حکم دیا ہے مثلاً اسلام، ایمان، احسان اور ایسے ہی دعا و خوف، امید و رجاء، توکل، رغبت، رہبت (ڈر)، خشوع، خشیت، رجوع، استعانت، استعاذہ (پناہ طلبی)، استغاثہ، ذبح و قربانی اور نذر و منت اور ان کے علاوہ اور بھی عبادتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس بات کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن : ۱۸)۔

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

جس کسی نے ان مذکورہ بالا عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیر اللہ (فرشتے، نبی، ولی، پیر و مرشد) کے لئے کیا وہ مشرک و کافر ہے اور اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے :

﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ (المومنون : ۱۱۷)

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے بیشک کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل :

دعا کے عبادت ہونے کی دلیل ، حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے :

«الدعاءُ مخُّ العبادة» . (ترمذي) .

دعا عبادت کا مغز (اصل) ہے۔

اور قرآن پاک میں دعا کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان ربانی ہے :

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (غافر : ٦٠).

تمہارا رب کہتا ہے کہ : "مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوںگے"

خوف کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران : ١٧٥)

پس تم انسانوں سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔

"امید و رجاء" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے :

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الکھف:١١٠).

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

توکل کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے :

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾﴾ (المائدہ: ٢٣).

اور اللہ پر بھروسہ (توکل) رکھو اگر تم مومن ہو۔

قرآن پاک کے دوسرے ایک مقام پر یوں ارشاد ہے :

﴿ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴾ (الطلاق : ۳).

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

"رغبت و رہبت اور خشوع" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان باری تعالی ہے :

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴾ (الانبياء :۹۰).

یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

"خشیت" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے :

﴿ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ﴾ (البقرہ : ۱۵۰).

تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

"انابت و رجوع" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے :

﴿ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ ﴾ (الزمر : ۵۴).

اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے .

" استعانت " کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ (الفاتحہ : ٥).

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں .

حدیث شریف میں " استعانت " کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیّن دلیل ہے :

«إذا استعنتَ فاستعن بالله» . (ترمذی - حسن صحیح).

جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو .

استعاذہ (پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے :

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ . مَلِكِ النَّاسِ ﴾ (الناس : ١ - ٢).

کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب ، انسانوں کے بادشاہ (اللہ) کی -

"استغاثہ" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان ربانی ہے :

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ (الانفال : ۹).

(اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی.

"ذبح و قربانی" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے :

﴿قُلْ إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .لا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الأنعام : ۱۶۲ - ۱۶۳)

کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت(قربانی) میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

اور حدیث پاک میں اسکی دلیل یہ ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

«لعن الله من ذبح لغير الله» . مسلم.

جس نے کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر و مرشد، صاحب مزار) کے تقرب کے لئے جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے۔

" نذر " کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے :

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (الانسان : ۷).

(یہ وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اوراس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہرطرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

دوسرا اصول

دین اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا :

توحید الٰہی کو دل و جان سے اپناتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع و سپرد کر دینے ، اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام "دین" ہے۔

دین کے تین درجات ہیں :

۱ - اسلام.

۲ - ایمان.

۳ - احسان.

اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں:

پہلا درجہ

اسلام اور اس کے پانچ ارکان :

۱ - اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں.

۲ - نماز قائم کرنا.

۳ - زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴ - رمضان المبارک کے روزے رکھنا.

۵ - بیت اللہ شریف کا حج کرنا.

دلائل ارکانِ اسلام

شہادتِ توحید :

شہادتِ توحید (اللہ تعالیٰ کے معبود وحدہ لا شریک لۂ ہونے) کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِماً بِالْقِسْطِ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (آل عمران : ۱۸).

اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور (یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے ، وہ انصاف پر قائم ہے ، اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی لائق عبادت نہیں.

شہادت توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں . "لا إلہ" میں ہر اس چیز کی نفی ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جاتی ہے اور "إلا اللہ" میں صرف ایک اللہ کے لئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہے ، اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں ، بالکل اسی طرح جیسا کہ اس کی بادشاہی

میں اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے۔

اس شہادت کی تفسیر و تشریح اللہ تعالیٰ ہی کے ان فرامین میں واضح طور پر موجود ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ . إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ . وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الزخرف: ۲۶ - ۲۷ - ۲۸).

اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا "تم جن کی بندگی کرتے ہو، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری رہنمائی کرے گا اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں"

اور فرمان باری تعالی ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۶۴)

آپ فرما دیجئے "اے اہل کتاب، آوَ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنا لے" اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دیجئے کہ آپ لوگ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں.

شہادتِ رسالت :

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴾ (التوبہ : ۱۲۸)

دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے ، ایمان والوں کے لئے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے.

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے احکام کی اطاعت کی جائے، آپ نے جو خبر بھی دی ہے اس کی تصدیق کی جائے، آپ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے، ان سے قطعی اجتناب کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف مشروع طریقہ ہی سے کی جائے۔

نماز، زکوٰۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالق کائنات کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴾ (البینہ : ۵).

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے.

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ

مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ : ۱۸۳).

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی.

بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے :

﴿فيه آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران : ۹۷).

لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

دوسرا درجہ

ایمان اور اس کے ارکان:

ارشاد نبوی ہے : ایمان کے ستر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں،

جن میں سے اعلیٰ ترین درجہ لا إله إلا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کہنا ہے، اور سب سے ادنی درجہ ایمان، راستے سے ایذاء و ضرر رساں چیزوں (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے.

«والحياء شعبة من الإيمان» .

اور شرم و حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (مسلم).

ایمان کے چھ ارکان ہیں :

۱ - اللہ پر ایمان لانا.

۲ - اس کے فرشتوں پر ایمان لانا.

۳ - اس کی کتابوں پر ایمان لانا.

۴ - اس کے رسولوں پر ایمان لانا.

۵ - روز قیامت پر ایمان لانا.

۶ - اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا.

دلائل ارکانِ ایمان

ایمان کے ان چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾ (البقرہ : ۱۷۷).

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخرت پر اور ملائکہ (فرشتوں) پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان و یقین رکھے۔

اور چھٹے رکن "تقدیر خیر و شر" یا اچھی و بری تقدیر کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے :

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر : ۴۹).

ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

تیسرا درجہ

احسان :

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور انابت و رجوع سے) کریں کہ گویا آپ اسے

بچشم خود دیکھ رہے ہیں اوراگرآپ اس مقام کو نہیں پا سکتے کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ عالم تو ضرور ہی ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے.

دلائل احسان

احسان کے قرآنی دلائل یہ آیات مبارکہ ہیں :

﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴾ (النحل: ۱۲۸).

اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور جو "عبادتوں کو" اچھی طرح کرتے ہیں.

دیگر فرمان الٰہی ہے :

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ . الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ . وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ . إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ ﴾ (الشعراء : ۲۱۷ - ۲۲۰).

اور اس زبردست اور رحیم پر توکل رکھئے جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ اٹھتے ہیں اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے ، وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے.

مزید ارشاد ربانی ہے :

﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلاَ تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلاَّ كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوداً إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾ (يونس: ٦١).

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس حال میں بھی ہوتے ہوں اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہوں اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث ہے جو حدیث جبرائیل (علیہ السلام) کے نام سے معروف ہے :

«عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: بينما نحن جلوس عند النبي ﷺ إذ طلع علينا رجلٌ شديدُ بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لا يُرى عليه أثر السفر، ولا يعرفه منا أحدٌ. فجلس إلى النبي ﷺ فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال: يا محمد، أخبرني عن الإسلام، فقال: أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله، وتقيم الصلاة، وتؤتيِ الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن

استطعت إليه سبيلاً. قال: صدقت. فعجبنا له يسأله ويصدقه. قال: أخبرني عن الإيمان، قال: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره. قال: أخبرني عن الإحسان، قال: أن تعبد الله كأنك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراك. قال: أخبرني عن الساعة، قال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل. قال أخبرني عن أماراتها، قال: أن تلد الأمةُ ربَّتَهَا وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء، يتطاولون في البنيان قال: فمضى فلبثنا مليا. قال: يا عمر أتدرون من السائل؟ قلنا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا جبريل أتاكم يعلمكم أمر دينكم». (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک ایسا آدمی ہماری مجلس میں وارد ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کرکے آنے کی کوئی علامت (گردو غبار اور پراگندگی) نہ تھی اور ہم میں سے کوئی اس کو جانتا نہیں تھا، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر دو زانو ہو کر باادب

طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں،اور یہ کہ آپ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں،اور اگر زاد راہ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کریں ، اس نووارد نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، ہم اس کی اس بات پر متعجب ہوئے کہ پہلے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کر رہا ہے ، اس کے بعد اس نے کہا مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزقیامت اور تقدیر خیر و شر پر مکمل ایمان رکھیں ، تب اس نے کہا مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی کی عبادت اس خشوع و خضوع اور انابت و رجوع سے کریں

کہ گویا آپ اسے بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبہ بلند کو نہیں پاسکتے تو کم از کم یہ عالم تو ضرور ہی ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے، تو اس نے کہا مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا' تو اس نے کہا علامات قیامت ہی بتا دیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا : لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی اور آپ دیکھیں گے

کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اتنی باتیں کرنے اور سن لینے کے بعد وہ نووارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ و خاموش بیٹھے رہے، تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نو وارد سائل کون تھا؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ

بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ جبرائیل امین تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امور دین کی تعلیم دینے آئے تھے (متفق علیہ).

تیسرا اصول

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے، بنی ہاشم قبیلہ قریش سے اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما وعلی نبینا افضل الصلوہ والسلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ تریسٹھ برس عمر شریف پائی جن میں سے چالیس برس بعثت و نبوت سے پہلے اور تیئیس سال بحیثیت نبی و رسول گزارے۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ (العلق : ۱) کے ساتھ شرف نبوت حاصل ہوئی اور نزول (یا أیہا المدثر قم فأنذر) (المدثر ۱ - ۲) کے ساتھ بار رسالت سے مشرف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک

سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا، اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے :

﴿ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ . قُمْ فَأَنذِرْ . وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ . وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ . وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ . وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ . وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴾ (المدثر : ۱ - ۷)

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو، اور خبردار کرو، اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو، اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اور گندگی سے دور رہو، اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لئے، اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔

شرح مفردات :

﴿ قُمْ فَأَنذِرْ ﴾

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی طرف دعوت دیں۔

﴿ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴾

توحید کے ساتھ اللہ تعالی کی عظمت بیان کریں۔

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾

اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

﴿ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾

الرجز کا معنی اصنام (بت) اور **فاهجر** (ان سے ہجرت کر) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ ان سے دور رہے ہیں اسی طرح ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں اور ان اصنام اور ان کے پرستار مشرکوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کئے اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے، دس سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پنجگانہ نماز فرض کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرتے رہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا اور بلد شرک سے بلد اسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہجرت ہے اور یہ بلد شرک سے بلد اسلام کی طرف ہجرت اور نقل مکانی کرنا اس امتِ محمدیہ پر فرض ہے اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے، اس بات کی دلیل

یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا . إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلا يَهْتَدُونَ سَبِيلاً . فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا .﴾ (النساء : ۹۷-۹۹) .

جو لوگ اپنی نفس پر ظلم کر رہے تھے، ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے ، انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے، فرشتوں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے ، یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے ، ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے ، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور در گزر فرمانے والا ہے۔

دیگر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ﴾ (العنكبوت : ٥٦).

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجا لاؤ۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا ہے :

"یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور جنہوں نے ہجرت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے نام سے ندا دی اور پکارا ہے"۔

حدیث سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے :

«لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة ولا تنقطع التوبة حتى تطلع الشمس من مغربها».

جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا جب کہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع (روز قیامت) نہیں ہوتا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جما لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیہ احکام و شرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ ' روزہ' حج' اذان' جہاد' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا اور ان امور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس برس گزارے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

دینِ اسلام اور شریعت محمدیہ کا خلاصہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین (مختصر مگر جامع و مانع خلاصہ) یہ ہے :
بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کی اطلاع نہ کی ہو اور برائی کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس سے امت کو متنبہ نہ کیا ہو۔

جس بھلائی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنمائی فرمائی ہے، وہ توحید باری تعالیٰ اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور متنبہ کیا وہ شرک اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا اور ہر دو عالم جن و انس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری فرض قرار دی ہے، اس بات

کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴾ (الاعراف : ۱۵۸).

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے اے انسانو ! میں تم سب (انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اسلام کی تکمیل کی (دین و دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی باقی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلامَ دِينًا ﴾ (المائدہ: ۳).

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے :

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ . ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ

تَخْتَصِمُونَ ﴾ (الزمر : ۳۰ - ۳۱).

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخرکار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے.

تمام لوگ مرنے کے بعد (روز محشر جزا و سزا کے لئے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے، جس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴾ (طٰہٰ : ۵۵).

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے.

اور یہ ارشاد ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیل قاطع ہے :

﴿ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُم مِّنَ الأَرْضِ نَبَاتًا . ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴾ (نوح: ۱۷-۱۸).

اور اللہ نے تم کو زمین سے خاص طور سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (قیامت کے روز پھر اسی زمین سے) تم کو یکایک نکال کھڑا کرے گا.

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب کتاب لیا

جائے گا اور ان کے اعمال (حسنہ و سیئہ) کے مطابق انہیں جزا و سزا دی جائے گی، جس کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴾ (النجم :۳۱).

اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

جس نے (بعث بعد الموت) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا جس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے :

﴿ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴾ (التغابن : ۷).

کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو (نعیم جنت کی) بشارت دینے

اور (عذابِ جہنم) سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تھا، جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ رُسُلاً مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ (النساء: ۱۶۵)۔

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

رسولوں میں سے سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ﴾ (النساء: ۱۶۳)۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔

ہر امت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے اور "طاغوت" کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں، جس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے :

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل : ۳۶).

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ " اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو"

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن و انس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ "طاغوت" کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں اتباع کی جائے جن میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو) یا مطاع (جس کی اطاعت امور حلت و حرمت

میں اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامین الٰہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدود بندگی (خالص عبادت الٰہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز "طاغوت" ہے اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سربر آوردہ پانچ ہیں :

۱۔ ابلیس لعین۔

۲۔ ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضامند ہو۔

۳۔ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو۔

۴۔ جو شخص علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔

۵۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اور اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرہ : ۲۵۶).

دین کے معاملہ میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت

یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یہی لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کا صحیح مفہوم و معنی ہے.

حدیث پاک میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے.

«رأس الأمر الإِسلامُ وعَمُودُهُ الصَّلاةُ وَذِروَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ في سبيل الله». (طبراني كبير، صححه السيوطي في جامع صغير وحسنه المناوى في شرحه) والله أعلم.

اس دین کی اصل چیز "اسلام" ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اسکا اعلیٰ ترین مرتبہ و مقام جہاد فی سبیل اللہ ہے.

من مطبوعات وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

الأصول الثلاثة وأدلتها

تأليف
محمد بن عبدالوهاب
رحمه الله

باللغة الأوردية

أشرفت وكالة شؤون المطبوعات والنشر بالوزارة على إصدارة
١٤٢٣هـ

٢٦

الأصول الثلاثة وأدلتها

تأليف
محمد بن عبد الوهاب
رحمه الله

باللغة الأوردية

طبع ونشر
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
المملكة العربية السعودية

ردمك ٩ - ٠٨٥ - ٢٩ - ٩٦٠

مطبعة سفير تليفون ٤٩٨٠٧٨٠ - ٤٩٨٠٧٧٦ الرياض